فتاویٰ امن پوری (قسط ۱۸۵)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

(سوال): قنوت نازلہ کب پڑھی جاتی ہے؟

(جواب): نازلہ کا مطلب ہے : نازل ہونے والی مصیبت، پریشانی، ارضی وسماوی آفت، بیماری اور دشمن کا خوف وغیرہ۔قنوت نازلہ کو جنگی حالات کے ساتھ خاص کرنا درست نہیں۔قنوت فرائض اور نوافل کی آخری رکعت میں کی جائے۔سری نمازوں میں بھی کی جا سکتی ہے۔قنوت رکوع سے پہلے اور بعد دونوں طرح ثابت ہے۔اکیلا نمازی بھی قنوت کر سکتا ہے۔جماعت کی صورت میں مقتدی امام کی دعا پر آمین کہہ سکتے ہیں۔

(سوال): کیا قہقہہ لگا کر ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

(جواب): نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، البتہ وضو ٹوٹنے پر کوئی دلیل ثابت نہیں۔

❀ علامہ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (۷۴۳ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعُوا عَلٰى أَنَّ الضِّحْكَ يَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَلَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ .

''فقہا کا اجماع ہے کہ (نماز میں قہقہہ لگا کر) ہنسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، وضو نہیں ٹوٹتا۔''

(تبيين الحَقائق :11/1)

(سوال): کیا خون بہنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): بعض کہتے ہیں کہ جب بدن کے کسی حصہ سے خون نکل کر بہہ پڑے، تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بے دلیل مؤقف ہے۔ قرآن حدیث اور فہم سلف سے اس کا کوئی ثبوت نہیں، بلکہ یہ صحیح، مدلل اور مبرہن دلائل کے مخالف ہے۔

درست بات یہی ہے کہ مخرج حدث کے علاوہ جتنا بھی خون بہہ نکلے، وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے۔ اس پر دلائل ملاحظہ ہوں:

❁ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي فِي غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ فَأَصَابَ رَجُلٌ امْرَأَةَ رَجُلٍ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ، فَحَلَفَ أَنْ لَّا أَنْتَهِيَ حَتّٰى أُهْرِيقَ دَمًا فِي أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ، فَخَرَجَ يَتْبَعُ أَثَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْزِلًا، فَقَالَ مَنْ رَجُلٌ يَّكْلَؤُنَا؟ فَانْتَدَبَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ وَرَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارَ، فَقَالَ كُوْنَا بِفَمِ الشِّعْبِ، قَالَ فَلَمَّا خَرَجَ الرَّجَلَانِ إِلٰى فَمِ الشِّعْبِ اضْطَجَعَ الْمُهَاجِرِيُّ، وَقَامَ الْأَنْصَارِيُّ يُصَلِّي، وَأَتَى الرَّجُلُ فَلَمَّا رَآى شَخْصَهٗ عَرَفَ أَنَّهٗ رَبِيئَةٌ لِّلْقَوْمِ، فَرَمَاهُ بِسَهْمٍ فَوَضَعَهٗ فِيهِ فَنَزَعَهٗ، حَتّٰى رَمَاهُ بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ، ثُمَّ رَكَعَ وَسَجَدَ، ثُمَّ انْتَبَهَ صَاحِبُهٗ، فَلَمَّا عَرَفَ أَنَّهُمْ قَدْ نَذِرُوا بِهٖ هَرَبَ، وَلَمَّا رَأَى الْمُهَاجِرِيُّ مَا بِالْأَنْصَارِيِّ مِنَ الدَّمِ، قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ أَلَا

أَنْبَهْتَنِي أَوَّلَ مَا رَمٰى، قَالَ كُنْتُ فِي سُورَةٍ أَقْرَؤُهَا فَلَمْ أُحِبَّ أَنْ أَقْطَعَهَا .

''غزوہ ذات الرقاع میں ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے، اسی غزوہ میں ایک مشرک مرد نے ایک مشرکہ عورت سے بدفعلی کی اور قسم اٹھائی کہ نبی کریم ﷺ کے ساتھیوں میں سے کسی کا خون بہائے گا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے نشان قدم ڈھونڈنے لگا، نبی کریم ﷺ ایک مقام پر لشکر کے ساتھ اترے، تو فرمایا: ہمارا پہرہ کون دے گا؟ تو ایک انصاری اور ایک مہاجر اس کے لئے تیار ہو گئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس گھاٹی کے سرے پر جا رکو، یہ گھاٹی کے سرے پر پہنچے، تو مہاجر صحابی سو گئے اور انصاری صحابی نماز پڑھنے لگے، وہیں پہ مشرک بھی پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا تو جان لیا کہ مسلمانوں کے پہرے دار ہیں۔ اس نے تیر چلایا، جو انصاری صحابی کو جا لگا۔ انہوں نے نماز ہی کی حالت میں وہ تیر نکال پھینکا، اس نے اس دوران تین تیر پھینکے، یہاں تک انصاری صحابی نے رکوع اور سجدہ کر لیا، تو اپنے مہاجر ساتھی کو جگایا، جب مہاجر نے انصاری کا خون نکلتے دیکھا تو کہا سبحان اللہ! پہلے تیر پر مجھے کیوں نہ جگایا، تو انصاری کہنے لگے: میں نماز میں سورت کی تلاوت کر رہا تھا، تو میرا دل نہیں مانا کہ وہ تلاوت درمیان میں چھوڑ دوں۔''

(مسند الإمام أحمد : ۳٤۳/۳، ۳۵۹، سنن أبي داوٗد : ۱۹۸، سيرة ابن هشام : ۲٤۵/۳، الجهاد لابن المبارك : ۱۸۹، المستدرك على الصحيحين للحاكم : ۱۵٦/۱، ۱۵۷، السنن الكبرٰى للبيهقي : ۱٤۰/۱، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳٦) امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۰۹٦) نے ''صحیح''
اور اامام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اسے ''صحیح'' کہا ہے۔

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(المَجموع شرح المُهذّب : ٥٥/٢)

اس حدیث سے ائمہ سے استدلال کیا ہے کہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۞ امام ابوعبداللہ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

هٰذِهِ سُنَّةٌ ضَيِّقَةٌ قَدِ اعْتَقَدَ أَئِمَّتُنَا بِهٰذَا الْحَدِيثِ أَنَّ خُرُوجَ الدَّمِ مِنْ غَيْرِ مَخْرَجِ الْحَدَثِ لَا يُوجِبُ الْوُضُوءَ.

''یہ بہترین سنت ہے۔ ہمارے ائمہ اس حدیث پر اعتقاد رکھتے تھے کہ سبیلین کے علاوہ خون نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔''

(المستدرك على الصّحيحَين : ١٥٧/١)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) لکھتے ہیں:

مَوْضِعُ الدَّلَالَةِ أَنَّهٗ خَرَجَ دِمَاءٌ كَثِيرَةٌ وَّاسْتَمَرَّ فِي الصَّلَاةِ وَلَوْ نَقَضَ الدَّمُ لَمَا جَازَ بَعْدَهُ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ وَإِتْمَامُ الصَّلَاةِ وَعَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ وَلَمْ يُنْكِرْهُ.

''محلِ استشہاد یہ ہے کہ کثیر خون نکلتا رہا، مگر انہوں نے نماز جاری رکھی۔ اگر خون ناقضِ وضو ہوتا، تو اس کے بعد رکوع اور سجود اور نماز مکمل کرنا درست نہ ہوتا، نبی کریم ﷺ کو اس کا علم ہوا مگر آپ نے اس کا انکار نہیں کیا۔''

(المَجموع شرح المهذّب : ٥٥/٢)

❁ علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''ہمارے علم کے مطابق نجاست خون پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل موجود نہیں، سوائے حیض کے خون کے۔ خون کی نجاست پر اتفاق کا دعوی مذکورہ منقولات کے خلاف ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔ اصل طہارت ہے، تو کوئی ایسی نص ہی چاہیے، جس کی بنا پر اصل نص کو چھوڑ دیا جائے۔ جب ایسی نص موجود نہیں، تو اصل ہی پر رہنا چاہیے۔''

(سلسلة الأحاديث الصّحيحة، تحت الحديث : ٣٠١)

حرام ہونے سے نجس ہونا لازم نہیں ہوتا۔ ہر حرام نجس نہیں ہوتا، بلکہ ہر نجس حرام ہوتا ہے، لہٰذا اگر دوران نماز خون بہہ پڑے اور کپڑے خون آلودہ ہو جائیں، تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

❁ مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ دَخَلَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ مِنَ اللَّيْلَةِ الَّتِي طُعِنَ فِيهَا فَأَيْقَظَ عُمَرَ لِصَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَالَ عُمَرُ نَعَمْ وَلَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى عُمَرُ، وَجُرْحُهُ يَثْعَبُ دَماً .

''جس رات سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تیر لگا وہ رات میں نے آپ کے ہاں گزاری۔ میں نے آپ کو نماز صبح کے لئے جگایا، تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: ہاں! نماز چھوڑنے والے کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، اس وقت آپ کے زخم سے خون رس رہا تھا۔''

(موطّأ الإمام مالك : ٣٩/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن مجبر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهُ رَآى سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ، ثُمَّ يَفْتِلُهُ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ.

''انہوں نے سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ کو دیکھا کہ ان کے ناک سے خون نکل رہا ہے اور ان کی انگلیاں خون آلود ہوگئی ہیں۔ انہیں ملا، نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔''

(موطّأ الإمام مالك : ٣٩/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ عبدالرحمٰن بن حرملہ اسلمی رحمہ اللہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَرْعُفُ، فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ، حَتّٰى تَخْتَضِبَ أَصَابِعُهُ مِنَ الدَّمِ الَّذِي يَخْرُجُ مِنَ أَنْفِهِ، ثُمَّ يُصَلِّي، وَلَا يَتَوَضَّأُ.

''میں نے سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کو دیکھا، ان کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے۔ ناک سے نکلنے والے خون کی بنا پر انگلیاں خون آلود ہو چکی ہیں، انہوں نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔''

(موطّأ الإمام مالك : ٣٩/١، وسندهٗ حسنٌ)

❁ طاوس بن کیسان رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهُ كَانَ لَا يَرٰى فِي الدَّمِ السَّائِلِ وُضُوءً، يَغْسِلُ عَنْهُ الدَّمَ ثُمَّ حَسِبَهُ.

''وہ بہنے والے خون سے وضو کے قائل نہیں تھے۔ فرماتے تھے: ایسی صورت میں خون والی جگہ کو دھو لینا ہی کافی ہو جائے گا۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٣٧/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علاء بن حبیب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سَأَلْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ فَقُلْتُ إِنِّي أَتَوَضَّأُ فَآخُذُ الدَّلْوَ فَأَسْتَسْقِي بِهِ فَيَخْدِشُنِي الْحَبْلُ أَوْ يُصِيبُنِي الْخَدْشُ فَيَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ قَالَ : اغْسِلْهُ وَلَا تَتَوَضَّأْ .

''میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ میں وضو کر کے ڈول سے پانی پی لیتا ہوں۔ اس ڈول کی رسی سے زخم آ جاتا ہے، جس سے خون بہنے لگتا ہے۔ فرمایا: خون دھو دیں، وضو نہ کریں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٣٧/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوقلابہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

إِنَّهٗ كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا بِالشُّقَاقِ يَخْرُجُ مِنْهُ الدَّمُ .

''زخم سے خون بہہ پڑے، تو وضو نہ کیا جائے۔ یہ ان کا موقف ہے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ١٣٧/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ ابوخلدہ خالد بن دینار بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا سَوَّارٍ الْعَدَوِيَّ عَصَرَ بَثْرَةً ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

''میں نے ابوسوار عدوی رحمہ اللہ کو دیکھا، ان کی پھنسی بہہ پڑی ہے، انہوں نے اسی طرح نماز ادا کی، وضو نہیں کیا۔''

(مصنّف ابن أَبي شيبة : ١٣٧/١، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ قیس بن سعد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ عَطَاءً كَانَ لَا يَرٰى فِي الرُّعَافِ وَضُوءً .

''عطاء نکسیر پھوٹنے سے وضو کے قائل نہیں تھے۔''

(تغليق التعليق لابن حجر : ۱۱۸/۲، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ سَمُّوَيْهِ فِي فَوَائِدِهِ : ثَنَا أَبُو جَعْفَر النُّفَيْلِيُّ ثَنَا خَطَّابُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَنِ الرُّعَافِ فَقَالَ لَو سَالَ نَهْرٌ مِّنْ دَمٍ مَا أَعَدْتُّ مِنْهُ الْوُضُوءَ .

''سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابوجعفر رحمہ اللہ سے نکسیر کے بارے میں سوال کیا، فرمایا: (بالفرض) خون کی نہر جاری ہو جائے، میرے نزدیک تو تب بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔''

(تغليق التعليق : ۱۱۷/۲، وسندهٗ صحيحٌ)

❁ علامہ عینی حنفی نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(عمدة القاري : ۳۵۳/۲)

(سوال): کیا پیپ نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

(جواب): پیپ نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

❁ ابوخلدہ خالد بن دینار بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا سَوَّارٍ الْعَدَوِيَّ عَصَرَ بَثْرَةً ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ .

''میں نے ابوسوار عدوی رحمہ اللہ کو دیکھا، ان کی پھنسی بہہ پڑی ہے، انہوں نے اسی طرح نماز ادا کی، وضو نہیں کیا۔''

(مصنّف ابن أَبي شيبة : ۱۳۷/۱، وسندهٗ صحيحٌ)

(سوال): کیا قیلولہ سنت ہے؟

(جواب): دوپہر کو کچھ وقت کے لیے آرام کرنا ''قیلولہ'' کہلاتا ہے۔ یہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

(سوال): کیا قرآن کی ہر ہر آیت متواتر ہے؟

(جواب): قرآن کی ہر ہر سورت، آیت اور لفظ متواتر اور محفوظ من جانب اللہ ہے۔

✿ حافظ ذہبی رحمہ اللہ (۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا الْقُرْآنُ الْعَظِيْمُ، سُوَرُهُ وَآيَاتُهُ، فَمُتَوَاتِرٌ، وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ، مَحْفُوْظٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لَا يَسْتَطِيعُ أَحَدٌ أَنْ يُبَدِّلَهُ، وَلَا يَزِيْدَ فِيْهِ آيَةً، وَلَا جُمْلَةً مُّسْتَقِلَّةً، وَلَوْ فَعَلَ ذٰلِكَ أَحَدٌ عَمْدًا، لَانْسَلَخَ مِنَ الدِّيْنِ .

''قرآن عظیم کی سورتیں اور آیات متواتر ہیں، وللہ الحمد۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ محفوظ ہے، کوئی اس میں تبدیلی یا زیادتی نہیں کر سکتا، نہ کوئی جملہ بڑھا سکتا ہے، اگر کوئی ایسا جان بوجھ کر کرے گا، تو وہ دین سے نکل جائے گا (یعنی مرتد ہو جائے گا)۔''

(سِيَر أعلام النُّبلاء : 171/10)

✿ قاضی عیاض رحمہ اللہ (۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ ثَبَتَ الْقُرْآنُ وَوَقَعَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ، فَلَا يُزَادُ فِيهِ حَرْفٌ وَّلَا يُنْقَصُ حَرْفٌ وَقَدْ رَامَ الرَّوَافِضُ وَالْمُلْحِدَةُ ذٰلِكَ فَمَا يُمْكِنُ لَهُمْ .

''یقیناً قرآن صحیح سلامت ہے، اس پر اجماع ہو چکا ہے، لہٰذا اس میں ایک حرف بھی بڑھایا جائے، نہ کم کیا جائے۔ روافض (شیعہ) اور ملحدین نے

تحریف قرآن کی کوشش کی ہے، لیکن کامیاب نہیں ہو سکے۔‘‘

(إكمال المُعلِم :1/119)

❁ علامہ ابن ہبیرہ رحمہ اللہ (۵٦٠ھ) فرماتے ہیں:

اَلْقُرْآنُ هُوَ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ وَنَقَلَ النَّقْلَ الْمُتَوَاتِرَ كَوَافٌ عَنْ كَوَافٍ .

’’قرآن وہ کتاب ہے، جس پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اسے ہر دور کے لوگوں نے ایک دوسرے سے تواتر کے ساتھ نقل کیا ہے۔‘‘

(الإفصاح عن معاني الصِّحاح : 3/49)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ نَبِيٌّ إِلَّا أُعْطِيَ مَا مِثْلُهُ آمَنَ عَلَيْهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُوتِيتُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

’’ہر نبی کو جو بھی معجزہ دیا گیا، لوگ اسے دیکھ کر ایمان لاتے رہے، البتہ جو معجزہ مجھے دیا گیا ہے، وہ (قرآن وحدیث کی) وحی ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کی ہے، لہٰذا مجھے امید ہے کہ روز قیامت سب سے زیادہ متبعین میرے ہی ہوں گے۔‘‘

(صحيح البخاري :4981، صحيح مسلم : 152)

❁ اس حدیث کے تحت حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) فرماتے ہیں:

’’اس حدیث میں دلیل ہے کہ انبیا کو عطا کردہ تمام معجزوں اور تمام کتابوں سے زیادہ فضیلت والا معجزہ قرآن مجید ہے۔ کیونکہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ ہر نبی

معجزات عطا کیے گئے، جن پر لوگ ایمان لائے، یعنی یہ معجزات انبیائے کرام کی لائی ہوئی شریعت کی صداقت پر دلیل تھے، تو جس نے انبیا کا اتباع کیا، سو کیا۔ پھر جب انبیا فوت ہو گئے، تو ان کے بعد ان کا کوئی معجزہ باقی نہ رہا، سوائے اس کے کہ انبیا کے متبعین ان معجزات کو بیان کرتے تھے، جن کے وہ عینی شاہد تھے۔ جبکہ خاتم المرسلین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو (قرآن کی صورت میں) وحی عطا کی تھی، جو لوگوں تک تواتر کے ساتھ منقول ہوئی۔ ہر زمانے میں وحی اسی طرح رہے، جیسے نازل ہوئی تھی، اسی لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مجھے اُمید ہے کہ میرے متبعین سب سے زیادہ ہوں گے۔'' ایسا ہی ہوا، کیونکہ نبی کریم ﷺ کے متبعین دیگر انبیا کے متبعین سے زیادہ ہیں، کیونکہ آپ ﷺ کی رسالت عام ہے اور قیامت تک جاری وساری ہے، نیز آپ ﷺ کا معجزہ (قرآن) بھی قیامت تک جاری رہے گا۔''

(مقدمة تفسير ابن كثير :20/1)

❁ علامہ ابن الجزری رحمہ اللہ (۸۳۳ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ الْاِعْتِمَادَ فِي نَقْلِ الْقُرْآنِ عَلٰى حِفْظِ الْقُلُوبِ وَالصُّدُورِ لَا عَلٰى حِفْظِ الْمَصَاحِفِ وَالْكُتُبِ، وَهٰذِهِ أَشْرَفُ خَصِيصَةٍ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ .

''قرآن کریم کے نقل میں اصل اعتماد حافظے پر ہے، نہ کہ کتابت پر۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس امت کی بہترین خصوصیت ہے۔''

(النّشر في القراء ات العشر :6/1)

۞ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

لَا خِلَافَ أَنَّ كُلَّ مَا هُوَ مِنَ الْقُرْآنِ يَجِبُ أَنْ يَكُونَ مُتَوَاتِرًا فِي أَصْلِهٖ وَأَجْزَائِهٖ وَأَمَّا فِي مَحَلِّهٖ وَوَضْعِهٖ وَتَرْتِيبِهٖ فَكَذٰلِكَ عِنْدَ مُحَقِّقِي أَهْلِ السُّنَّةِ لِلْقَطْعِ بِأَنَّ الْعَادَةَ تَقْضِي بِالتَّوَاتُرِ فِي تَفَاصِيلِ مِثْلِهٖ لِأَنَّ هٰذَا الْمُعْجِزَ الْعَظِيمَ الَّذِي هُوَ أَصْلُ الدِّينِ الْقَوِيمِ وَالصِّرَاطِ الْمُسْتَقِيمِ مِمَّا تَتَوَفَّرُ الدَّوَاعِي عَلٰى نَقْلِ جُمَلِهٖ وَتَفَاصِيلِهٖ فَمَا نُقِلَ آحَادًا وَلَمْ يَتَوَاتَرْ يُقْطَعُ بِأَنَّهٗ لَيْسَ مِنَ الْقُرْآنِ قَطْعًا.

''اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن میں جو کچھ ہے، اس کے تمام اجزا متواتر ہیں۔ قرآن (کی آیات وسور) کی ترتیب اور محل بھی محقق اہل سنت کے نزدیک قطعی الثبوت (یعنی متواتر) ہے، اس جیسی اہم چیز کی تفاصیل بھی عموما متواتر ہی ہوتی ہیں، کیونکہ شرعی ضرورت متقاضی ہے کہ یہ عظیم معجزہ، جو کہ دین قویم اور صراط مستقیم کی اَساس وبنیاد ہے، مکمل طور پر نقل کیا جائے، لہٰذا جو چیز خبر آحاد کے ساتھ نقل ہوا اور متواتر نہ ہو، تو وہ قطعاً قرآن کا حصہ نہیں ہو سکتی۔''

(الاتّقان في علوم القرآن :266/1)

سوال: کتابت حدیث کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟

جواب: عہد نبوی میں حدیث لکھی جاتی تھی، دلائل ملاحظہ ہوں؛

① سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض

الموت میں فرمایا:

اِئْتُونِي بِكِتَابٍ أَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَّا تَضِلُّوا بَعْدَهٗ.

''میرے پاس لکھنے کے لیے کچھ لائیں، تاکہ میں تحریر کردوں کہ جس کے بعد آپ نہیں بھولیں گے۔''

(صحيح البخاري : 114، صحيح مسلم : 1637)

② سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یمنی صحابی ابوشاہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ حجۃ الوداع لکھنے کی فرمائش کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُكْتُبُوا لِأَبِي شَاهٍ.

''ابوشاہ کو (حدیث) لکھ دیں۔''

(صحيح البخاري : 2434، صحيح مسلم : 1355)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (۷۷۴ھ) لکھتے ہیں:

فِي الصَّحِيحَيْنِ وَغَيْرِهِمَا، مِمَّا ثَبَتَ تَوَاتُرُهٗ بِالْوَقَائِعِ الْمُتَعَدِّدَةِ، أَنَّهٗ بَعَثَ كُتُبَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُو إِلَى اللّٰهِ مُلُوكَ الْآفَاقِ، وَطَوَائِفَ بَنِي آدَمَ مِنْ عَرَبِهِمْ وَعَجَمِهِمْ، كتابِيِّهِم وَأُمِّيِّهِمْ، امْتِثَالًا لِّأَمْرِ اللّٰهِ لَهٗ بِذٰلِكَ.

''بخاری ومسلم اور دیگر کتب میں تواتر کے ساتھ متعدد واقعات ثابت ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے خطوط کے ذریعے بادشاہوں، عرب وعجم کے پڑھے لکھے اور اَن پڑھ لوگوں کو ''دعوت الی اللہ'' دی ہے۔''

(تفسير ابن كثير : 26/2، سلامة)

③ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

مَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَكْثَرَ حَدِيثًا عَنْهُ مِنِّي، إِلَّا مَا كَانَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَإِنَّهُ كَانَ يَكْتُبُ وَلَا أَكْتُبُ.

''مجھ سے زیادہ حدیثیں کسی اور صحابیٔ رسول کے پاس نہ تھی، سوائے سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے پاس کہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے، میں لکھتا نہیں تھا۔''

(صحيح البخاري: 113)

④ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنتا تھا، وہ حفظ وضبط کے ارادے سے لکھ لیتا تھا، مجھے اس بات سے ہر قریشی (صحابی) نے منع کیا، انہوں نے کہا کہ آپ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات لکھ لیتے ہیں، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں، غضب وغصہ اور خوشگواری دونوں حالتوں میں بات کرتے ہیں۔ میں حدیث لکھنے سے رک گیا اور اس بات کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی مبارک سے اپنے منہ مبارک کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

أُكْتُبْ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا حَقٌّ.

''آپ حدیث لکھا کریں، مجھے اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس منہ سے صرف حق ہی نکلتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد: 162/2، سنن أبي داود: 3646، سنن الدّارمي: 490، المستدرك للحاكم: 105/1-106، وسندهٗ صحيحٌ، وأخرجه أحمد: 207/2، والبزّار: 2470، وأبو زرعة الدّمشقي في تاريخه: 1516، وأبو القاسم البغوي في الصّحابة:

1472، وابن عبد البرّ في جامع بيان العلم وفضله :1/84-85، وسندهٗ حسنٌ، والخطيب في التقييد : 80، وسندهٗ حسنٌ)

(سوال): روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا کیسا ہے؟

(جواب): روزے میں سرمہ لگانا جائز ہے، جمہور اہل علم کا یہی مؤقف ہے۔

(سوال): کیا کسی صورت میں جھوٹ کی اجازت ہے؟

(جواب): جھوٹ سخت کبیرہ گناہ ہے۔ البتہ بعض صورتوں میں جھوٹ کا گناہ نہیں لکھا جاتا، مثلاً صلح کرانے کے لیے دو فریقوں سے خلاف حقیقت بات کی جائے، تاکہ وہ دونوں ایک دوسرے کے قریب آجائیں، اسی طرح دوران جنگ دشمن کو دھوکہ دینے کے لیے۔

❁ سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ الكَذَّابُ الَّذِي يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ، فَيَنْمِي خَيْرًا، اَوْ يَقُولُ خَيْرًا .

''لوگوں کے درمیان صلح کرانے والا شخص جھوٹا نہیں، وہ خیر و بھلائی کی بات ہی آگے پہنچاتا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2692، صحيح مسلم : 2605)

❁ امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ اَسْمَعْ يُرَخَّصُ فِي شَيْءٍ مِمَّا يَقُولُ النَّاسُ كَذِبٌ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ؛ الْحَرْبُ، وَالْإِصْلَاحُ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيثُ الرَّجُلِ امْرَاَتَهٗ وَحَدِيثُ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا .

''تین معاملات میں جھوٹ بولا جا سکتا ہے، جنگ کے دوران (دشمن کو دھوکہ

دینے کے لیے)،لوگوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے اور شوہر بیوی کے ساتھ یا بیوی کا شوہر کے ساتھ (اظہارِ محبت کرتے ہوئے)۔''

(صحيح مسلم : 2605)

(سوال): کعبہ کے اندر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(جواب): کعبہ کے اندر نماز پڑھنا جائز ہے،رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔

(صحيح البخاري : 397)

(سوال): کتوں کی خرید وفروخت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

(جواب): کتا ضرورت کا جانور ہے،مثلاً رکھوالی اور شکار کے کام آتا ہے۔ضرورت کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ حرام اور نجس العین ہے۔اس کا گوشت ہڈیاں خون کھال بال اور لعاب سبھی نجس ہیں۔انسانوں کی بھلائی نبی کریم ﷺ کی نورانی تعلیمات اپنانے میں ہے۔ کتے کے حوالے سے بھی اسلام نے مکمل رہنمائی کی ہے۔ کتے کی قیمت کھانا ناجائز وحرام ہے۔

❁ سیدنا ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ، وَمَهْرِ الْبَغِيِّ، وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ .

''رسول اللہ ﷺ نے کتے کی کمائی، زانیہ کی اجرت اور کاہن کی کمائی سے منع کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2237، صحيح مسلم : 1567)

❁ ابوجحیفہ عبداللہ بن وہب سوائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ، وَثَمَنِ الْكَلْبِ .

''رسول اللہ ﷺ نے خون اور کتے کی قیمت لینے سے منع کیا ہے، اسی طرح لونڈی کی کمائی سے بھی منع کیا ہے۔''

(صحيح البخاري : 2238)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يَصِحُّ بَيْعُ الْكَلْبِ، مُعَلَّمًا كَانَ أَوْ غَيْرَ مُعَلَّمٍ؛ لِأَنَّهٗ نَجَسٌ، وَالنَّجَسُ لَا يَجُوزُ بَيْعُهٗ .

''یہ اس بات پر دلیل ہے کہ کتے کی بیع درست نہیں، چاہے وہ سکھایا ہوا کتا ہو یا سکھایا ہوا نہ ہو، کیوں کہ کتا نجس ہے اور نجس چیز کی بیع جائز نہیں۔''

(الإيجاز في شرح سنن أبي داود، ص 319)

نوٹ:

جن روایات میں کتوں کی خرید وفروخت سے شکاری کتے کو مستثنیٰ کیا گیا ہے، وہ روایات ثابت نہیں، ضعیف ہیں۔

۞ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَمْ يَصِحَّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رُخْصَةٌ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ .

''نبی کریم ﷺ سے (باسند صحیح) شکاری کتے کی رخصت ثابت نہیں ہے۔''

(جامع العلوم والحِكَم لابن رجب، ص 453)

❁ امام بیہقی رحمہ اللہ (۴۵۸ھ) فرماتے ہیں:

هٰذَا الِاسْتِثْنَاءُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ فِي الْأَحَادِيثِ الثَّابِتَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّهْيِ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ .

''کتے کی کمائی کے بارے میں ممانعت کی صحیح احادیث میں شکاری کتے کی استثنا کے الفاظ محفوظ نہیں ہیں۔''

(مَعرفة السّنن والآثار : 177/8)

❁ حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ .

''(شکاری کتے کی استثنا میں وارد) تمام احادیث باتفاق محدثین ضعیف ہیں۔''

(شرح صحيح مسلم : 233/10)

سوال: نیا لباس پہننے پر کیا دعا پڑھنی چاہیے؟

جواب: نیا لباس پہننے پر یہ دعا مسنون ہے۔

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسَوْتَنِيهِ أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ، وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ .

''اللہ! تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا، میں تجھ سے اس لباس کی خیر طلب کرتا ہوں اور ان ضروریات کی خیر طلب کرتا ہوں جن کے لئے یہ بنایا گیا، نیز اس لباس کے شر اور جن ضروریات کے لئے بنایا گیا، ان کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' (سنن أبي داوٗد : 4021 ، وسندہٗ صحيحٌ)

سوال: کیا زبان کاٹنے پر دیت ہے؟

(جواب): اہل علم کا اجماع ہے کہ زبان کاٹنے پر مکمل دیت (سواونٹ) ہے۔

(الإقناع في مسائل الإجماع لابن القطان: 292/2)

(سوال): کیا ہر حرام کام پر لعنت کی جاسکتی ہے؟

(جواب): ہرگز نہیں، عمومی لعنت انہی حرام کاموں پر کی جاسکتی ہے، جن پر شریعت کی طرف سے لعنت کی گئی ہے، مثلاً سودی معاملہ کرنا، حلالہ کرنا اور کرانا، وغیرہ۔

(سوال): جس کھیل میں جوا لگایا جائے، اسے دیکھنا کیسا ہے؟

(جواب): جوا لگانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ ایسے کھیل کو دیکھنا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ گناہ پر معاونت ہے۔

❀ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

(المائدة: 2)

"نیکی اور تقویٰ کے امور پر ایک دوسرے کی معاونت کیا کریں، گناہ اور ظلم کے کام پر کسی کا ہاتھ نہ بٹایا کریں۔"

(سوال): کیا کشتی کھیلنا جائز ہے؟

(جواب): کشتی کھیلنا جائز ہے، یہ جسم کو مضبوط کرنے کا ذریعہ ہے۔ جسمانی طور پر قوی مومن اللہ تعالیٰ کو کمزور مومن سے زیادہ پسند ہے۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ، خَيْرٌ وَأَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ، وَفِي كُلٍّ خَيْرٌ.

''مضبوط (جسم والا) مؤمن اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ بہتر اور محبوب ہے، بہ نسبت کمزور (جسم والے) مؤمن سے، البتہ خیر دونوں میں موجود ہے۔''

(صحيح مسلم : 2664)

سوال: اگر کشتی میں جوا لگا دیا جائے، تو کیا حکم ہے؟

جواب: کھیل کوئی بھی ہو، اگر اس میں جوا لگایا جائے، تو وہ حرام و ناجائز ہوگا۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ : وَاللَّاتِ وَالعُزّٰى، فَلْيَقُلْ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ : تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ .

''جو شخص قسم کھائے اور کہے کہ لات و عزیٰ کی قسم! تو اسے «لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ» کہنا چاہئے اور جو شخص اپنے ساتھی سے یہ کہے: آؤ جوا کھیلیں، تو اسے صدقہ کرنا چاہئے۔''

(صحيح البخاري : 4860، صحيح مسلم : 1647)

سوال: گھوڑ دوڑ کا کیا حکم ہے؟

جواب: جائز اور مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کھیل کو سراہتے تھے، بلکہ خود ایسے مقابلے منعقد کرواتے تھے۔

❀ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھرتیلے اور ہلکے بدن والے گھوڑوں کی دوڑ لگوائی، ان کی مسافت ''حفیاء'' سے ''ثنیۃ الوداع'' تک تھی اور جو گھوڑے بھاری جسم والے تھے، ان کی مسافت ''ثنیۃ الوداع'' سے مسجد بنی زریق تک تھی۔''

(صحيح البخاري : 420، صحيح مسلم : 1870)